مجلس تحفظِ ختمِ نبوت پاکستان کا ترجمان
جلد ۱ نمبر ۷

ہفت روزہ ختمِ نبوة کراچی

مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان کے مرکزی دفتر کی ملتان میں زیر تعمیر
پرشکوہ عمارت کا ایک منظر

اعتکاف

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رمضان کے آخری عشرہ میں اعتکاف فرماتے تھے، وفات تک آپ کا یہ معمول رہا، آپ کے بعد آپ کی ازواج مطہرات اہتمام سے اعتکاف کرتی رہیں۔ صحیح بخاری و

تشریح ازواج مطہرات اپنی حجروں میں اعتکاف فرماتی تھیں اور خواتین کیلئے اعتکاف کی جگہ ان کے گھر کی وہی جگہ ہے جو انہوں نے نماز پڑھنے کے لیے مقرر کر رکھی ہو، اگر گھر میں نماز کی کوئی خاص جگہ مقرر نہ ہو تو اعتکاف کرنے والی خواتین کو ایسی جگہ مقرر کر لینی چاہیئے۔

شب قدر کی خاص دعا

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ مجھے بتائیے کہ اگر مجھے معلوم ہو جائے کہ کون رات شب قدر ہے تو میں اس رات اللہ سے کیا عرض کروں اور کیا مانگوں؟ آپ نے فرمایا: یہ عرض کرو:

اَللّٰھُمَّ اِنَّکَ عَفُوٌّ کَرِیْمٌ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّیْ

اے اللہ! تو بہت معاف فرمانے والا ہے اور بڑا کرم فرما ہے اور معاف کر دینا تجھے پسند ہے تو میری خطائیں معاف فرمادے۔

(رواہ احمد والترمذی وابن ماجہ)

تشریح: اس حدیث کی بنا پر اللہ کے بہت سے بندوں کا یہ معمول رہا ہے کہ وہ ہر رات میں یہ دعا خصوصیت سے کرتے ہیں اور رمضان المبارک کی راتوں میں اور ان میں سے بھی خاص کر آخری عشرہ کی طاق راتوں میں اس دعا کا اور بھی زیادہ اہتمام کرتے ہیں۔

(معارف الحدیث) مولانا محمد منظور نعمانی

ہفت روزہ ختم نبوت کراچی

زیر سرپرستی
حضرت مولانا خان محمد صاحب دامت برکاتہم
سجادہ نشین خانقاہ سراجیہ کندیاں شریف

مدیر مسئول
عبدالرحمٰن یعقوب باوا

مجلس ادارت
مفتی احمد الرحمان
مولانا محمد یوسف لدھیانوی
ڈاکٹر عبدالرزاق سکندر
مولانا بدیع الزمان
مولانا منظور احمد الحسینی

مینجر
علی اصغر چشتی صابری، ایم۔اے۔ایل۔بی

فی پرچہ ۱۔ ڈیڑھ روپیہ

بدل اشتراک
سالانہ ———— ۶۰ روپیہ
ششماہی ———— ۳۵ روپیہ
سہ ماہی ———— ۲۰ روپیہ

برائے غیر ممالک بذریعہ رجسٹرڈ ڈاک
سعودی عرب ———— ۳۱۰ روپیہ
کویت، اومان، شارجہ، دوبئی، اردن اور
شام ———— ۲۴۵ روپیہ
یورپ ———— ۲۹۵ روپیہ
آسٹریلیا، امریکہ، کینیڈا ———— ۲۷۰ روپیہ
افریقہ ———— ۲۱۰ روپیہ
افغانستان، ہندوستان ———— ۱۶۵ روپیہ

رابطہ دفتر
دفتر مجلس تحفظ ختم نبوت جامع مسجد باب الرحمت ٹرسٹ پرانی نمائش کراچی

ناشر: عبدالرحمٰن یعقوب باوا
طابع: کلیم الحسن تقوی انجمن پریس، کراچی
مقام اشاعت: ۲۰/۸ سائرہ مینشن ایم اے جناح روڈ، کراچی

فہرست

۱۔ معارف الحدیث ———— ۲
———— مولانا محمد منظور صاحب نعمانی
۲۔ ابتدائیہ ———— ۴
———— عبدالرحمان یعقوب باوا
۳۔ افادات عارفی ———— ۶
———— ڈاکٹر عبدالحی صاحب عارفیؒ
۴۔ خصائل نبوی بر شمائل ترمذی ———— ۷
———— حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب مدنیؒ
۵۔ آداب رمضان ———— ۸
———— مولانا محمد یوسف صاحب لدھیانوی
۶۔ اعتکاف کے فضائل و مسائل ———— ۱۱
———— مولانا بشیر احمد صاحب نقشبندی
۷۔ غزوہ بدر ———— ۱۲
———— حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحبؒ
۸۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ ———— ۱۶
۹۔ ربوہ میں کیا ہو رہا ہے؟ ———— ۲۰
۱۰۔ تراویح اور اس کے احکام و مسائل ———— ۲۲
۱۱۔ وزارت تعلیم سے احتجاج ———— ۲۴

جلد نمبر ۱ ———— شمارہ نمبر ۷
۱۷ رمضان المبارک تا ۲۳ رمضان المبارک ۱۴۰۲ھ
۹ جولائی تا ۱۵ جولائی ۱۹۸۲ء

شعبۂ کتابت
حافظ عبدالستار واحدی
حافظ گلزار احمد
غلام یٰسین تبسم

ابتدائیہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

قادیانیوں کی صحیح تعداد معلوم کی جائے

ایک خبر ملاحظہ فرمائیے :-

"حکومت پاکستان کو ملک میں غیر مسلم اقلیت قادیانیوں کی آبادی کے صحیح اعداد و شمار معلوم نہیں ہیں ۔ یہ بات آج یہاں مجلس شوریٰ میں ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے وزیر خزانہ غلام اسحاق خان نے بتائی ۔ شوریٰ کے ایک رکن آغا صدر الدین درانی نے سوال کیا تھا کہ ۱۹۵۱ء اور ۱۹۸۱ء میں ملک میں عیسائیوں ، ہندوؤں ، پارسیوں اور قادیانیوں کی تعداد کتنی تھی ، وزیر خزانہ نے بتایا کہ ۱۹۵۱ء کی مردم شماری کے مطابق ملک میں عیسائیوں کی تعداد ۴ لاکھ ۳۴ ہزار ، ہندوؤں کی تعداد ایک لاکھ ۶۲ ہزار ، اور پارسیوں کی تعداد ۵ ہزار ۲ سو ۴۱ تھی ۔ انہوں نے بتایا کہ ۱۹۵۱ء کی مردم شماری میں قادیانیوں کے بارے میں آبادی کے کوائف جمع نہیں کئے گئے تھے ، جبکہ ۱۹۸۱ء کی مردم شماری میں جو اعداد و شمار جمع کئے گئے ہیں ۔ انہیں ابھی ترتیب دیا جا رہا ہے ۔ وزیر خزانہ کے مطابق یہ اعداد و شمار ایک سال میں دستیاب ہو سکیں گے ۔

(روزنامہ جسارت ۲۵ / جون ۱۹۸۲ء)

ایک سال قبل ملک بھر میں مردم شماری کا کام شروع کیا گیا تھا ۔ توقع یہ تھی شاید اب تک اعداد و شمار مرتب کر لئے ہوں گے لیکن خلاف توقع یہ خبر آئی ہے کہ (جیسا آپ وزیر خزانہ غلام اسحاق خان کا بیان اوپر پڑھ چکے ہیں) اعداد و شمار مزید ایک سال میں دستیاب ہوں گے ۔ اس خبر نے ہماری تشویش میں اضافہ کر دیا ۔ ہم پوچھنا چاہتے ہیں کہ اس تاخیر کی وجہ کیا ہے ، اور اس کا ذمہ دار کون ہے ؟ قوم ایک طویل عرصہ سے یہ جاننا چاہتی ہے کہ ملک میں ، قادیانیوں کی آبادی کتنی ہے ؟ اور بار بار ان کا مطالبہ رہا ہے کہ قادیانیوں کی مردم شماری ہو چکی ہے تو اعداد و شمار ترتیب دینے میں تاخیر کا سلسلہ شروع ہو گیا ہے ۔ لہٰذا اب مزید تاخیر کے بجائے مقررہ وقت میں کام کو نمٹایا جائے اور قوم کے سامنے صحیح اعداد و شمار

ابتدائیہ

پیش کر دیا جائے۔

اس مردم شماری میں ہماری دلچسپی کا ایک پہلو یہ ہے کہ ملک میں پہلی بار قادیانیوں کی بحیثیت غیر مسلم مردم شماری کا اہتمام کیا گیا ہے جو کہ آئین کے عین مطابق ہے کیونکہ ۱۹۷۴ء میں یہ آئینی طور پر غیر مسلم قرار دیئے گئے تھے۔ ہم یہ جاننا چاہتے ہیں کہ اس غیر مسلم اقلیتی گروہ (قادیانیوں) کی کتنی تعداد ملک میں موجود ہے؟ کتنے قادیانیوں نے مردم شماری میں حصہ لیا؟ اور اگر لیا ہے تو ان میں کتنوں نے مردم شماری کے فارم میں قانون کے مطابق اپنے کوائف درج کرائے؟ کیا قادیانیوں کے تمام فارموں کی جانچ پڑتال مکمل ہو گئی؟ یہ ہیں وہ سوالات جو عام مسلمانوں کے ذہن میں ابھرتے ہیں اس سلسلے میں پاکستان کے مسلمانوں کو مطمئن کرنا نہایت ضروری ہے۔

قادیانیوں کے مردم شماری والے فارم کی جانچ پڑتال کے سلسلے میں سب سے آسان طریقہ یہ ہے کہ ربوہ میں تمام قادیانیوں کے اور خصوصاً ان کے سربراہ مرزا طاہر احمد کے فارم کو دیکھا جائے کہ انہوں نے فارم کو کس طرح پُر کیا ہے۔ انہوں نے قانون کے تقاضے پورے کئے ہیں یا نہیں؟

قادیانیوں کی مردم شماری کے بارے میں ابھی کچھ کہنا قبل از وقت ہو گا۔ مردم شماری کے... اعداد و شمار کے دستیاب ہونے کے بعد ہی کچھ اس سلسلے میں بتایا جائے گا، لیکن ہم مسلمانان پاکستان کا یہ نکتہ واضح کر دینا فرض سمجھتے ہیں کہ اس وقت سرکاری اور نیم سرکاری ملازمتوں میں قادیانیوں کا تناسب آبادی کے لحاظ سے بہت زیادہ ہے۔ لہٰذا ہمارا مطالبہ ہے کہ جلد از جلد قادیانیوں کی مردم شماری کے اعداد و شمار مرتب کئے جائیں اور مرزائیوں کی آبادی کے لحاظ سے سرکاری ملازمتوں میں کوٹہ مقرر کیا جائے تاکہ مسلمانوں کا حق مارنے میں وہ کامیاب نہ ہو سکیں۔

ایک توجہ طلب مسئلہ یہ ہے کہ قادیانیوں کی طرف سے آئے دن یہ اعلان ہوتا رہتا ہے جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ مسلمانانِ پاکستان کے متفقہ فیصلے کو جس میں ان کو غیر مسلم قرار دیا گیا ہے۔ تسلیم کرنے پر تیار نہیں ایسے حالات میں ان سے یہ توقع رکھنا کہ وہ مردم شماری کے فارم ہوں یا پاسپورٹ... فارم ووٹر فارم ہوں یا کوئی اور فارم، صحیح پُر کریں یہ ہماری سمجھ سے بالاتر ہے۔

آخر میں ہم حکومت سے مطالبہ کرتے ہیں کہ وہ ملک میں مرزائیوں کی صحیح تعداد کا جلد اعلان کرے اور جن لوگوں نے فارم میں اپنے کوائف غلط طور پر انذراج کرائے ہیں۔۔ ان کو قانون کے مطابق سزا دوے۔

عبدالرحمٰن یعقوب باوا

پندو نصائح

افادات عارفی

ضبط و ترتیب منظور احمد الحسینی

جتنی شکر میں زیادتی ہو گی

اتنی اللہ کی طرف سے محبت میں بھی زیادتی ہو گی،

ملفوظات طیبات حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالحی صاحب عارفی مدظلہ العالی۔

فرمایا:۔ اللہ تعالیٰ کے لئے فطری محبتوں کو اجاگر کرو تو تمہیں اللہ تعالیٰ سے محبت ہو جائے گی۔ جیسے ہمیں ماں باپ سے اور رشتہ داروں سے محبت ہے۔ یہ اس لئے ہونی چاہیے کہ آنحضرتؐ کو بھی اپنے والدین عزیز و اقرباء سے محبت تھی۔ آپؐ نے فرمایا دیکھو مجھے اپنی ازواج سے محبت ہے۔

مجھے حضرت خدیجۃ الکبریٰؓ سے بہت محبت ہے عالم امکان میں، میں نے ان سے زیادہ کسی سے عقلی محبت نہیں کی اسی طرح مجھے حضرت عائشہؓ سے بہت محبت ہے میں نے اللہ میاں سے کہہ رکھا ہے کہ میں اس میں معذور ہوں۔

آپؐ نے فرمایا دیکھو میں اپنی بیٹی حضرت فاطمہؓ سے کتنی محبت کرتا ہوں۔ جب وہ آتی ہیں، فرطِ محبت سے کھڑا ہو جاتا ہوں۔ اسی طرح نواسے حسنین کریمینؓ سے، محبت کرتا ہوں۔ جب وہ آتے ہیں فوراً گود میں لے لیتا ہوں، خطبہ کے دوران بھی اگر آجائیں تو فرطِ محبت سے اس وقت بھی ان کو گود میں لے لیتا ہوں۔ (اسی طرح میں اپنے اعزاء و اقرباء سے بھی محبت کرتا ہوں) ان سب باتوں سے یہ بتانا مقصود ہے کہ تم بھی اپنے بچوں اور رشتہ داروں سے محبت کرو اور اس میں نیت میری پیروی کی کرو اگر تم نے اپنے بچے سے پیار کیا تو اس طرح سے اللہ تعالیٰ کے دیئے ہوئے جذبہ کا تم نے صحیح استعمال کیا اور برمحل محبت کی اس سے بھی اللہ تعالیٰ کی محبت پیدا ہو جائے گی اور وہ ہم سے راضی ہو جائیں گے۔ خلاصہ یہ ہے کہ جہاں حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے محبت کا اظہار کیا ہے اُن اعمال میں محبت کا اظہار کرتے جاؤ، انشاء اللہ یہ محبت ترقی کرتی رہے گی اور اللہ تعالیٰ کا مقرب بنا دے گی۔

فرمایا:۔ زندگی میں اس بات کا جائزہ لینا چاہیے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو کونسی چیزیں محبوب تھیں اور کون کون سی غذائیں پسند تھیں پھر تم بھی انہی کو اختیار کرو۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا غذا میں مجھے مثلاً لوکی پسند ہے، ثرید پسند ہے شہد پسند ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ ان کو تم بھی اختیار کرو کھانے کی چیزیں تو ضرور کھائی جاتی ہیں اور ان سے لذت بھی اٹھائی جاتی ہے لیکن تم اس نیت سے کھاؤ کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ان کو کھایا تھا۔ اس طرح انشاء اللہ محبت بڑھے گی۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ کھانے کے وقت تمام اداؤں میں مجھے دو زانو ہو کر بیٹھنے کی ادا زیادہ محبوب ہے اور میں دو زانو ہو کر کھانا کھاتا ہوں، مجھے کپڑوں میں سفید کپڑا بہت پسند ہے۔ لہٰذا تم بھی میری پسند کو اختیار کرو۔

بسلسلہ جمالِ مصطفےٰؐ -

حضور علیہ السلام جمالِ ظاہری میں بھی انتہا پر تھے

حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب مدنی رحؒ کی کتاب خصائل نبوی پر شمائل ترمذی سے ایک ورق

حدثنا محمد بن بشار سفیٰن ابن وکیع المعنی واحد قالا اخبرنا یزید ابن ھارون عن سعید الجریری قال سمعت ابا الطفیل یقول رأیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وما بقی علی وجہ الارض احد راٰہ غیری قلت صفہ لی قال کان ابیض ملیحًا مقصدًا۔

۱۳:- سعید جریری رحؒ کہتے ہیں کہ میں نے ابو الطفیل رضی اللہ عنہ کو یہ کہتے ہوئے سُنا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے دیکھنے والوں میں اب روئے زمین پر میرے سوا کوئی نہیں رہا۔ میں نے ان سے کہا کہ مجھ سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا کچھ حلیہ بیان کیجئے۔ انہوں نے فرمایا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سفید رنگ تھے ملاحت کے ساتھ یعنی سُرخی مائل اور معتدل جسم والے تھے۔

فائدہ:- ابو الطفیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے صحابہ رضؓ میں سب سے اخیر میں وفات پائی ہے۔ ان کی وفات سنہ ۱۱۰ھ ہجری میں ہوئی ہے۔ اسی بنا پر انہوں نے کہا کہ اب میرے سوا کوئی دیکھنے والا نہیں رہا۔ علماء فرماتے ہیں کہ روئے زمین کی قید اس لئے لگائی کہ آسمان پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے دیکھنے والوں میں موجود تھے۔

حدثنا عبد اللہ بن عبد الرحمن اخبرنا ابراھیم بن المنذر الحزامی اخبرنا عبد العزیز بن ثابت الزھری،

حدثنی اسمعیل بن ابراھیم بن اخی موسی بن عقبہ عن کریب عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنھما قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم افلج الثنیتین اذا تکلم رأی کالنور یخرج من بین ثنایاہ۔

۱۴:- ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے اگلے دانت مبارک کچھ کشادہ تھے یعنی ان میں کسی قدر ریخیں تھیں گنجان نہ تھے۔ جب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم تکلم فرماتے تو ایک نور سا ظاہر ہوتا جو دانتوں کے درمیان سے نکلتا تھا۔

فائدہ:- علماء کے نزدیک مشہور یہ ہے کہ یہ تشبیہ ہے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے کلام کو جو دانتوں کے درمیان سے نکلتا تھا اس کو نور کے ساتھ تشبیہ دی ہے لیکن علامہ مناوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی رائے یہ ہے کہ کوئی حسی چیز تھی تشبیہ نہیں جو بطور معجزہ کے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے دانتوں کے درمیان سے نکلتی تھی۔

حیا سے سر جھکا لینا ادا سے مسکرا دینا
حسینوں کو بھی کتنا سہل ہے بجلی گرا دینا

الغرض حلیہ مبارک میں ہر چیز کمال حسن کو پہنچی ہوئی تھی۔

داماں نگہ تنگ و گلِ حسنِ تو بسیار
گلچینِ بہارِ تو ز داماں گلہ دارد

یعنی جیسے آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم جمال معنوی میں منتہا پر تھے، ایسے ہی جمالِ ظاہری میں بھی انتہا پر تھے۔

جاری ہے

ارکانِ اسلام

بسلسلہ آدابِ رمضان

روزے دار کی دعا افطار کے وقت رد نہیں ہوتی

مولانا محمد یوسف لدھیانوی

حدیث

حضرت معاذ بن زہرہؒ فرماتے ہیں کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم روزہ افطار کرتے تو یہ دُعا پڑھتے۔

اللھم لک صمت وعلی رزقک افطرت — اے اللہ! میں نے تیرے لئے روزہ رکھا، اور تیرے رزق پر افطار کیا۔

(ابو داؤد، مرسلاً، مشکوٰۃ)

حدیث

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہٗ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل کیا گیا کہ رمضان میں اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے والا بخشا جاتا ہے، اور اس مہینے میں اللہ تعالیٰ سے مانگنے والا بے مراد نہیں رہتا۔

(طبرانی: اوسط، بیہقی، اصبہانی۔ ترغیب)

حدیث

ابو سعید خدری رضی اللہ عنہٗ سے روایت کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بے شک رمضان کے ہر دن رات میں اللہ تعالیٰ کی جانب سے بہت سے لوگ (دوزخ) سے آزاد کئے جاتے ہیں، اور ہر مسلمان کی دن رات میں ایک دُعا قبول ہوتی ہے (بزار، ترغیب)

حدیث

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہٗ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تین شخصوں کی دعا رد نہیں ہوتی۔ روزے دار کی، یہاں تک کہ افطار کرے۔ حاکم عادل کی۔ اور مظلوم کی، اللہ تعالیٰ اس کو بادلوں سے اوپر اٹھا لیتے ہیں۔ اور اس کے لئے آسمان کے دروازے کھل جاتے ہیں، اور رب تعالیٰ فرماتے ہیں: میری عزت کی قسم! میں ضرور تیری مدد کروں گا، خواہ کچھ مدت کے بعد کروں (احمد، ترمذی، ابن حبان، کذا فی الترغیب)

اور ایک روایت میں ہے: تین شخص ایسے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے ذمہ حق ہے کہ ان کی دعا رد نہ فرمائے۔ روزے دار، یہاں تک کہ افطار کرے۔ مظلوم، یہاں تک کہ بدلہ لے لے، اور مسافر، یہاں تک کہ سفر سے لوٹ آئے۔

(بزار۔ ترغیب)

حدیث

عبداللہ بن ابی ملیکہ حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: روزے دار کی دُعا افطار کے وقت رد نہیں ہوتی۔ اور حضرت عبداللہ افطار کے وقت یہ دُعا کرتے تھے:

اللھم انی اسألک برحمتک التی وسعت کل شیٔ — اے اللہ! میں آپ سے سوال کرتا ہوں آپ کی اس رحمت کے طفیل جو ہر چیز پر

ان تغفرلی۔ عادی ہے اگر میری بخشش فرما دیجئے۔

(بیہقی۔ ترغیب)

رمضان کا آخری عشرہ

حدیث :۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رمضان کے آخری عشرہ میں ایسی عبادت و محنت کرتے تھے جو دوسرے اوقات میں نہیں ہوتی تھی۔

(صحیح مسلم۔ مشکوٰۃ)

حدیث

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ہی سے روایت ہے کہ جب رمضان کا آخری عشرہ آتا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شب بیدار رہتے اور اپنے گھر کے لوگوں کو بھی بیدار رکھتے۔ (بخاری و مسلم۔ مشکوٰۃ)

لیلۃ القدر

حدیث :۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رمضان مبارک آیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: بیشک یہ مہینہ تم پر آیا ہے، اور اس میں ایک ایسی رات ہے جو ہزار مہینے سے بہتر ہے جو شخص اس رات سے محروم رہا وہ ہر خیر سے محروم رہا، اور اس کی خیر سے کوئی شخص محروم نہیں رہے گا، سوائے بدقسمت اور حرماں نصیب کے۔

(ابن ماجہ، واسنادہ حسن، ان شاء اللہ۔ ترغیب)

حدیث

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: لیلۃ القدر کو رمضان کے آخری عشرہ کی طاق راتوں میں تلاش کرو۔ (صحیح بخاری۔ مشکوٰۃ)

حدیث

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ۔ جب لیلۃ القدر آتی ہے تو جبریل علیہ السلام فرشتوں کی ایک جماعت کے ساتھ نازل ہوتے ہیں اور ہر بندہ جو کھڑا یا بیٹھا اللہ تعالیٰ کا ذکر کر رہا ہو (اس میں تلاوت، تسبیح و تہلیل اور نوافل سب شامل ہیں،

الغرض کسی طریقے سے ذکر و عبادت میں مشغول ہو) اس کے لئے دعائے رحمت کرتے ہیں۔ (بیہقی، شعب الایمان، مشکوٰۃ)

لیلۃ القدر کی دعا

حدیث :۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! یہ فرمایئے کہ اگر مجھے یہ معلوم ہو جائے کہ یہ لیلۃ القدر ہے تو کیا پڑھا کروں فرمایا: ۔ یہ دعا پڑھا کرو:۔

اللّٰھم انک عفو تحب العفو فاعف عنی	اے اللہ آپ بہت ہی معاف کرنے والے ہیں، معافی کو پسند فرماتے ہیں، پس مجھ کو بھی معاف کر دیجئے۔

(احمد، ترمذی، ابن ماجہ، مشکوٰۃ)

بغیر عذر کے رمضان کا روزہ نہ رکھنا

حدیث :۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ۔ جس شخص نے بغیر عذر اور بیماری کے رمضان کا ایک روزہ بھی چھوڑ دیا تو خواہ ساری عمر روزے رکھتا رہے اس کی تلافی نہیں کر سکتا (یعنی دوسرے وقت میں روزہ رکھنے سے اگرچہ فرض ادا ہو جائے گا، مگر رمضان المبارک کی برکت و فضیلت کا حاصل کرنا ممکن نہیں) (احمد، ترمذی، ابوداؤد، ابن ماجہ، دارمی، بخاری فی ترجمۃ باب۔ مشکوٰۃ)

رمضان کے چار عمل

حدیث :۔ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ (رمضان کے مندرجہ بالا خطبہ کے ضمن میں) آنحضرت صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ رمضان مبارک میں چار چیزوں کی کثرت کیا کرو۔ دو باتیں تو ایسی ہیں کہ تم ان کے ذریعہ اپنے رب کو راضی کرو گے اور دو چیزیں ایسی ہیں کہ تم ان سے بے نیاز نہیں ہو سکتے پہلی دو باتیں جن کے ذریعہ تم اللہ تعالیٰ کو راضی کرو گے، یہ ہیں: "لا الٰہ الا اللہ" کی گواہی دینا اور استغفار کرنا اور وہ دو چیزیں جن سے تم بے نیاز نہیں، یہ ہیں کہ تم اللہ تعالیٰ سے جنت کا سوال کرو، اور جہنم سے پناہ مانگو۔

(ابن خزیمہ۔ ترغیب)

تراویح

حدیث :۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس نے ایمان کے جذبے سے اور ثواب کی نیت سے رمضان کا روزہ رکھا اس کے پہلے گناہ بخش دئیے گئے، اور جس نے رمضان (کی راتوں میں) قیام کیا، ایمان کے جذبے اور ثواب کی نیت سے اس کے گذشتہ گناہ بخش دیئے گئے۔

(نسائی، ترغیب)

اعتکاف

حدیث:۔ حضرت حسین رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: جس نے رمضان میں (آخری دس دن کا اعتکاف کیا اس کو دو حج اور دو عمرے کا ثواب ہوگا۔

(بیہقی۔ ترغیب)

حدیث

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے اللہ تعالیٰ کی رضا جوئی کی خاطر ایک دن کا بھی اعتکاف کیا اللہ تعالیٰ اس کے اور دوزخ کے درمیان ایسی تین خندقیں بنا دیں گے، کہ ہر خندق کا فاصلہ مشرق و مغرب سے زیادہ ہوگا۔

(طبرانی، اوسط، بیہقی، حاکم، ترغیب)

روزہ افطار کرانا

حدیث:۔ حضرت زید بن خالد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے روزہ دار کا روزہ افطار کرایا یا کسی غازی کو سامان جہاد دیا اس کو بھی اتنا ہی اجر ملے گا۔

(بیہقی، شعب الایمان، بغوی، شرح السنۃ، مشکوٰۃ)

رمضان میں قرآن کریم کا دور اور جود و سخاوت

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم جود و سخا میں تمام انسانوں سے بڑھ کر تھے، اور رمضان المبارک میں جبکہ جبریل علیہ السلام آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے پاس آتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی سخاوت بہت بڑھ جاتی تھی۔ جبریل علیہ السلام رمضان کی ہر رات میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آتے تھے پس آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے قرآن کریم کا دور کرتے تھے، اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم فیاضی و سخاوت اور نفع رسانی میں بادِ رحمت سے بھی بڑھ کر ہوتے تھے۔ (صحیح البخاری)

روزہ دار کے لئے پرہیز

حدیث:۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ جس شخص نے (روزے کی حالت میں) بیہودہ باتیں کرنا (مثلاً غیبت، بہتان، تہمت، گالی گلوچ، لعن طعن، غلط بیانی، وغیرہ) اور گناہ کا کام نہیں چھوڑا تو اللہ تعالیٰ کو کچھ حاجت نہیں کہ وہ اپنا کھانا پینا چھوڑے۔ (بخاری، مشکوٰۃ)

حدیث

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: کتنے ہی روزے دار ہیں کہ ان کو اپنے روزے سے سوائے (بھوک) پیاس کے کچھ حاصل نہیں (کیونکہ وہ روزے میں بھی بدگوئی، بدنظری اور بدعملی نہیں چھوڑتے) اور کتنے ہی (رات کے تہجد میں) قیام کرنے والے ہیں جن کو اپنے قیام سے ماسوا جاگنے کے کچھ حاصل نہیں۔

(دارمی، مشکوٰۃ)

حدیث

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا:۔ روزہ ڈھال ہے (کہ نفس و شیطان کے حملے سے بھی بچاتا ہے، اور گناہوں سے بھی باز رکھتا ہے اور قیامت میں دوزخ کی آگ سے بھی بچائے گا) پس جب تم میں سے کسی کے روزے کا دن ہو تو نہ تو ناشائستہ بات کرے، نہ شور مچائے، پس اگر کوئی شخص اس سے گالی گلوچ کرے یا لڑائی جھگڑا کرے تو (دل میں کہے یا زبان سے اس کو) کہہ دے کہ میں روزے سے ہوں۔ (اس لئے تجھ کو جواب نہیں دے سکتا کہ روزہ اس سے مانع ہے) (بخاری، مسلم، مشکوٰۃ)

جاری ہے

عبادات

اعتکاف کے فضائل و مسائل

مولانا بشیر احمد صاحب نقشبندی
خطیب جامع مسجد پاک کالونی

ماہ رمضان المبارک عاشقانِ حق کے لئے موسم بہار آتا ہے موسم گل آتا ہے۔

مگر دنیا کے ان گلوں سے جو مرجھانے والے ہیں سچے عاشقوں کو واسطہ نہیں ان کا درجہ اور مقام بقول اصغر کے۔

ہم نے لیا ہے داغِ دل کھو کے بہارِ زندگی
اک گل تر کے واسطے میں نے چمن لٹا دیا

ماہ رمضان کی تیسری عبادت اعتکاف ہے جو کہ آخری عشرہ کی اہم اور خاص عبادت ہے۔ اعتکاف رمضان کے فوائد اور مقاصد کی تکمیل کے لئے ہے۔ اگر روزہ دار کو رمضان کے پہلے حصے میں وہ سکونِ قلب، جمعیت باطنی ہر جگہ رجوع الی اللہ کی حقیقت اور اس کے در رحمت پر پڑ رہنے کی سعادت حاصل نہیں ہو سکی تو اس اعتکاف کے ذریعہ وہ اس کا تدارک کر سکتا ہے۔

علامہ ابن قیمؒ زاد المعاد صفحہ ۱۶۸ پر لکھتے ہیں۔

"اعتکاف کی روح اور اس سے مقصود یہ ہے کہ قلب اللہ تعالیٰ کے ساتھ وابستہ ہو جائے۔ اور ہر احساس و خیال اس کے ذکر و فکر اور اس کی رضا و قرب کے حصول کی کوشش کے ساتھ ہم آہنگ ہو جائے مخلوق سے انس کے بجائے مالک الملک سے اُنس پیدا ہو۔ اور قبر کی وحشت میں جب کوئی اس کا غمخوار نہ ہوگا۔ یہ انس اس کا زادِ سفر بنے۔ یہ ہے اعتکاف کا مقصد جو رمضان کے افضل ترین دنوں یعنی آخری عشرہ کے ساتھ مخصوص ہے"۔

امام اعظم حضرت ابو حنیفہؒ کے استاد حضرت عطار رحمتہ اللہ علیہ کا قول ہے کہ معتکف کی مثال ایسی ہے جیسے کوئی شخص کسی ضرورت سے کسی بڑے آدمی کے دروازے پر جا کر پڑا رہتا ہے۔ معتکف یہ عہد کر لیتا ہے کہ جب تک میری مغفرت نہ ہو جائے گی میں اس دروازہ سے نہیں ہٹوں گا۔

حضرت شاہ ولی اللہ رحمتہ اللہ علیہ اپنی کتاب حجۃ اللہ البالغہ جلد دوم صفحہ ۴۲ پر لکھتے ہیں۔

"مسجد میں اعتکاف جمعیت خاطر، صفائی قلب، ملائکہ سے تشبہ اور شب قدر کے حصول کا ذریعہ ہے، نیز طاقت عبادت کا بہترین موقع اس صورت میں حاصل ہوتا ہے۔ اس لئے محسن کائنات ﷺ نے اس کو عشرۂ اواخر میں رکھا ہے۔ اور اپنی امت کے محسنین و صالحین کے لئے اس کو سنت قرار دیا ہے۔"

(۱) اعتکاف کرنے والے کے تمام اوقات یعنی شب و روز کے چوبیس گھنٹے عبادت میں شمار ہوتے ہیں۔

(۲) معتکف گناہوں سے محفوظ رہتا ہے۔

(۳) اعتکاف کے لئے چونکہ مسجد شرط ہے۔ اور مسجد اللہ تعالیٰ کا گھر ہے۔ اس لئے معتکف خدا کا مہمان ہے۔ اس لئے رسول خدا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کا ہمیشہ اہتمام فرمایا۔ رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن ہمیشہ اعتکاف فرماتی رہیں اور مسلمانوں نے بھی ہر جگہ ہر دور میں اس کی پابندی کی۔ لیکن آج ہم اس اہم عبادت سے بھی محروم اور غافل ہیں۔ چنانچہ اکثر لوگ اعتکاف میں بیٹھتے ہی نہیں۔ حالانکہ یہ سنت مؤکدہ علی الکفایہ ہے۔ اگر محلے اور کالونی و سیکٹر میں سے ایک شخص بھی اعتکاف نہ بیٹھا تو سارے کالونی اور سیکٹر والے گناہ گار ہونگے۔ آج جائزہ لے کر دیکھ لیجئے! کتنی کالونیز اور علاقے ایسے ہوتے ہیں کہ وہاں کی مساجد معتکفین سے محروم رہتی ہیں۔ وزراء کو وزارت سے، افواج کو ڈیوٹی سے، ملازمین کو ملازمت سے، بزنس مینوں کو بزنس سے، کاشت کاروں کو زراعت سے فرصت ہی نہیں ملتی، ہائے افسوس! صد افسوس! میں یہ بات میری گوش دل سے جڑ میں کہتا ہوں۔

باقی صفحہ ۱۹ پر

تاریخ اسلام

مدینہ منورہ سے تقریباً اسی میل کے فاصلہ پر ایک کنویں کا نام بدر ہے اور اسی کے نام سے ایک گاؤں کی آبادی بھی ہے یہ عظیم الشان جہاد اسی سرزمین پر واقع ہوا جس کا واقعہ بالاختصار یہ ہے۔

قریش کا مایۂ ناز اور ان کی تمام تر قوت و شوکت کا سبب چونکہ ملک شام کی تجارت تھی اس لیے سیاسی اصول کے مطابق ضرورت تھی کہ ان کی شوکت توڑنے کے لیے اس سلسلہ کو بند کیا جائے۔ ایک مرتبہ قریش کا ایک بہت بڑا تجارتی قافلہ ملک شام سے آرہا تھا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کی اطلاع ہوئی تو ۱۲ رمضان المبارک ۲ھ کو تین سو چودہ صحابہ مہاجرین و انصار کو ساتھ لے کر مقابلے کے لیے خود بنفس نفیس تشریف لے گئے روحا میں پہنچ کر ڈیرہ ڈال دیا (روحا مدینہ کی جنوبی جانب میں چالیس میل کے فاصلہ پر ایک مقام ہے) اُدھر قریشی قافلے کے سردار کو اس کی اطلاع ہو گئی، اس لئے وہ راستہ چھوڑ کر دریا کے کنارے کنارے قافلہ کو لے کر چلا اور ساتھ ہی ایک سوار کو مکہ کی طرف دوڑایا کہ قریش اپنی پوری طاقت کے ساتھ جلد موقع پر پہنچیں اور اپنے تجارتی قافلے کی حفاظت کریں، قریش پہلے ہی مسلمانوں کے استیصال کے منصوبے گانٹھ رہے تھے! اس خبر کا مکہ میں پہنچنا تھا کہ فوراً نو سو پچاس نوجوانوں کا ایک بڑا لشکر جن میں سو گھوڑے کے سوار اور سات سو اونٹ تھے آپؐ کے مقابلے کے لیے روانہ ہو گیا، اس لشکر میں قریش کے بڑے بڑے سردار اور متمول لوگ سب کے سب شریک تھے۔

صحابہ کی جانثاری

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جب اس کی اطلاع پہنچی تو آپؐ نے صحابہؓ سے مشورہ کیا اور صدیق اکبرؓ اور دوسرے صحابہ نے اپنی جان و مال کو پیش کر دیا، عمر ابن وقاصؓ اس وقت کم عمر تھے اس لیے حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو شرکت جہاد سے روک دیا تو وہ رونے لگے اس پر آپؐ نے اجازت عطا فرمائی اور وہ بھی شریک جہاد ہو گئے۔

انصار میں سے قبیلہ خزرج کے سردار سعد بن عبادہؓ نے اٹھ کر کہا کہ خدا کی قسم آپ فرمائیں تو ہم سمندر میں کود پڑیں (صحیح مسلم) اور بخاری کی روایت میں ہے کہ مقدادؓ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ہم آپؐ کے دائیں بائیں اور آگے پیچھے سے لڑیں گے۔

یہ سن کر آپ بہت مسرور ہوئے، آگے بڑھنے کا حکم فرمایا، بدر کے قریب پہنچے تو معلوم ہوا کہ ابو سفیان تو اپنے قافلہ تجارت کو لے کر نکل گیا ہے اور قریش کا بڑا لشکر اسی میدان کے دوسرے کنارے پڑا ہے اور قافلہ نکل جانے کے بعد بھی ابوجہل نے لوگوں کو یہی مشورہ دیا کہ جنگ کو ملتوی نہ کیا جائے۔
مسلمانوں کا لشکر یہ سن کر آگے بڑھا۔ لیکن قریش پہلے پہنچ کر ایسی جگہ پر

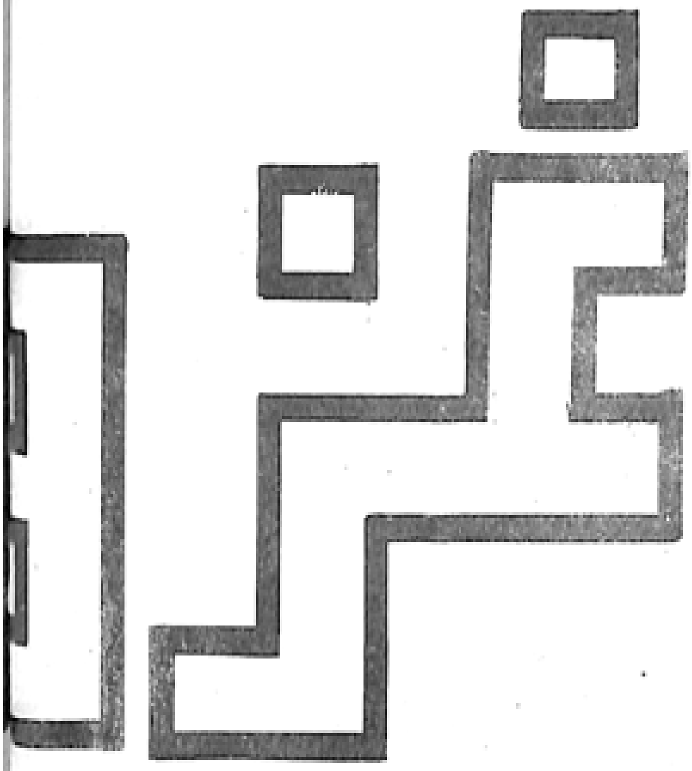

قابض ہو چکے تھے جو جنگی محاذ کے لیے بہتر تھی۔ پانی کے مواقع بھی سب اسی طرف تھے۔ مسلمان پہنچے تو ایسی ریتلی جگہ اُن کے حصہ میں آئی کہ اس میں چلنا دشوار تھا اور اس کے علاوہ پانی کا نام نہیں۔

غیبی امداد

لیکن خداوند عالم فتح و نصرت کا وعدہ فرما چکا تھا، ایسے ہی اسباب مہیا فرما دیئے کہ اسی وقت بارش ہوئی جس سے زمین کا ریت جم گیا، تمام لشکر نے سیراب ہو کر پانی پیا اور پلایا اور اپنے برتن سب بھر لئے اور زمین میں باقی پانی کو حوض بنا کر روک دیا گیا۔ ادھر اسی بارش نے کفار کی زمین پر اس قدر کیچڑ پیدا کر دیا کہ چلنا مشکل ہو گیا۔ جب دونوں لشکر آمنے سامنے آ گئے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ

وسلم صفوفِ قتال کو درست کرنے کے لیے خود کھڑے ہوئے چنانچہ پورا لشکر ایک مستحکم دیوار کی صورت بن کر کھڑا ہوا۔

مسلمانوں کا ایفائے وعدہ

اس وقت جب کہ تین سو بے سروسامان آدمیوں کا مقابلہ ایک ہزار

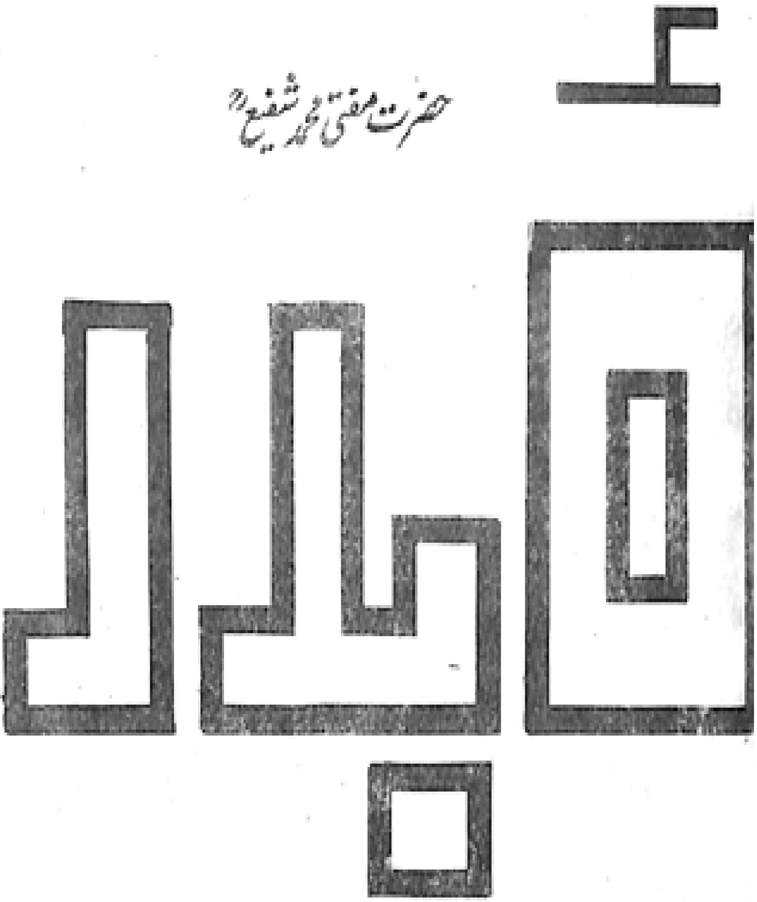

حضرت مفتی محمد شفیعؒ

باشوکت کافروں سے ہے ظاہر ہے کہ ایک شخص بھی اس وقت ان کی امداد کو پہنچ جائے تو وہ کس قدر غنیمت معلوم ہوگا لیکن اسلام میں پابندیٔ عہد ان سب باتوں سے مقدم ہے عین میدان کارزار میں حضرت حذیفہؓ اور ابوحسل دو صحابی شرکتِ جہاد کے لئے پہنچتے ہیں مگر آکر اپنے راستے کا حوالہ بیان کرتے ہیں کہ راستے میں کافار نے روکا کہ تم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امداد کو جاتے ہو ہم نے انکار کیا اور عدم شرکت کا وعدہ کر لیا جب آپؐ کو اس وعدہ کا علم ہوا تو دونوں کو شرکتِ جہاد سے روک دیا اور فرمایا کہ ہم ہر حال میں وعدہ وفا کریں گے ہمیں اللہ کی امداد کافی ہے۔ (صحیح مسلم)۔

الغرض صفیں درست ہوگئیں تو پہلے قریش کے تین بہادر نکلے مسلمانوں میں سے حضرت علیؓ اور حمزہؓ بن عبدالمطلب اور عبیدہ بن الحارث نے انکا مقابلہ کیا تینوں کافر قتل ہو گئے مسلمانوں میں صرف عبیدہ زخمی ہوئے، حضرت علیؓ نے ان کو کندھے پر اٹھا کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پہنچا دیا۔ آپؐ نے اپنے پائے مبارک سے تکیہ لگا کر ان کو لٹایا اور ان کے چہرے کا غبار خود دست مبارک سے صاف فرمایا۔

دامن سے وہ پونچھتا ہے آنسو رونے کا کچھ آج ہی مزا ہے۔

عبیدہؓ نے دم توڑتے ہوئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے پوچھا کیا میں شہادت سے محروم رہا، آپؐ نے فرمایا کہ نہیں تم شہید ہو، اور میں اس پر گواہ ہوں، اب تو عبیدہ آنحضرت سے کہنے لگے کہ آج ابوطالب زندہ ہوتے تو انہیں تسلیم کرنا پڑتا کہ ان کے اشعار کا اور مستحق میں ہوں۔

جب عبیدہؓ کی وفات ہوگئی تو خود سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم ان کی قبر میں اترے اور اپنے دستِ مبارک سے دفن کیا یہ امتیازی فضیلت تمام صحابہ میں صرف عبیدہؓ کا حصہ تھا۔

(کنز) ے

بچہ ناز رفتہ باشد زجہاں نیاز مندے
کہ بوقت جاں سپردن بسرش رسیدہ باشی

صحابہ کا حیرت انگیز ایثار و جانبازی

اس وقت جب دونوں لشکر ملے تو دیکھا گیا کہ جہت سے اپنے ہی لختِ جگر تلواروں کی زد میں ہیں مگر اس حزب اللہ کا یہ مقولہ تھا ے

ہزار خویش کہ بیگانہ از خدا باشد
فدائے یکتن بیگانہ کہ آشنا باشد

چنانچہ جب صدیق اکبرؓ کے بیٹے عبدالرحمٰن جو کافر تھے میدان میں آئے تو حضرت صدیق اکبرؓ کی تلوار ان کی طرف بڑھی، عتبہ سامنے آیا تو اس کے فرزند حضرت حذیفہؓ تلوار کھینچ کر باہر نکلے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا ماموں میدان میں بڑھا تو فاروقی تلوار نے خود اس کا فیصلہ کیا (سیرت ابن ہشام و استیعاب ابن عبد البر)۔

اس کے بعد گھمسان کی لڑائی شروع ہوگئی۔ ادھر میدان کارزار گرم تھا اور ادھر سید الرسل صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سجدے میں پڑے ہوئے فتح و نصرت کی دعا مانگ رہے تھے۔ بالآخر غیبی بشارت نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو مطمئن فرمایا۔

ابوجہل کی ہلاکت

چونکہ ابوجہل کی شرارت اور اسلام کی دشمنی سب میں مشہور رہی ہے اس لئے

اسلام میں پابندی عہد سب باتوں سے مقدم ہے

انصار میں سے حضرت معوذؓ اور معاذؓ دونوں بھائیوں نے عہد کیا تھا کہ وہ جب ابوجہل کو دیکھیں گے تو یا اسے مار دیں گے یا خود مر جائیں گے اس عہد پر یہ دونوں بھائی اپنا عہد پورا کرنے کے لئے نکلے مگر ابوجہل کو پہچانتے نہ تھے اس لئے عبدالرحمن بن عوفؓ سے پوچھا کہ ابوجہل کونسا ہے انہوں نے اشارہ سے بتلایا۔ بتلانا تھا کہ دونوں باز کی طرح اس پر ٹوٹ پڑے، ابوجہل اسی وقت خاک و خون میں تھا۔

ابوجہل کے بیٹے عکرمہ نے (جو بعد میں مسلمان ہوئے) پیچھے سے آکر معاذ کے شانہ پر تلوار ماری جس سے شانہ کٹ گیا مگر ایک تسمہ باقی رہا۔ معاذ نے عکرمہ کا تعاقب کیا مگر وہ بھاگ گیا، پھر معاذ اسی حالت میں مصروف جہاد ہو گئے لیکن ہاتھ کے لٹکنے سے تکلیف ہوتی تھی اس لئے ہاتھ کو نیچے دبا کر کھینچا کر وہ تسمہ بھی الگ ہو گیا اور پھر مصروف جہاد ہو گئے۔

(سیرت حلبیہ ص ۴۵۵ ج ۱)

ایک عظیم الشان معجزہ، ایک مٹھی کنکروں سے سارے لشکر کو شکست اور ملائکہ کی امداد

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بحکم خداوندی ایک مٹھی بھر کنکریاں دشمن کے لشکر کی طرف پھینکیں اور پھر صحابہ رضہ سے فرمایا کہ دفعتہً ان پر ٹوٹ پڑو۔

ادھر ظاہر اسباب میں صحابہ کی تھوڑی سی جماعت اُن کی طرف بڑھی اور اُدھر خداوند عالم نے ملائکہ کی فوج مسلمانوں کی امداد کے لئے بھیجدی اور اپنا وعدہ نصرت پورا فرما دیا۔

قریش کے بڑے بڑے سردار مارے گئے اور باقی کے پاؤں اکھڑ گئے، بھاگنا شروع کیا۔ مسلمانوں نے تعاقب کیا۔ ان میں بعض کو قتل اور بعض کو قید کر لیا، جس میں ستر آدمی مقتول اور ستر گرفتار ہوئے، قریش کے بڑے بڑے سردار عتبہ، شیبہ، ابوجہل، امیہ بن خلف سب ایک ایک کر کے مارے گئے اور ادھر مسلمانوں میں سے صرف چودہ آدمی شہید ہوئے چھ مہاجرین میں سے، آٹھ انصار میں سے۔

تنبیہ :۔ یہ غزوہ دراصل اوّل سے آخر تک اسلام کا کھلا معجزہ تھا۔ ورنہ اس میں مسلمانوں کی فتح کوئی معنی نہیں رکھتی کیونکہ اُدھر ایک ہزار زرہ پوشوں کا عظیم الشان لشکر ہے اور ادھر صرف تین سو تیرہ آدمی، اُدھر بڑے بڑے دولت مند امراء ہیں جو تنہا سارے لشکر کی رسد وغیرہ کا خرچ خود اٹھا سکتے ہیں اور ادھر بے سروسامان مفلس لوگ، اُدھر سرداروں کی جمعیت اور ادھر مسلمانوں کے لشکر میں صرف دو گھوڑے، ادھر ہر قسم کے ہتھیار و اسلحہ کی بھرمار اور ادھر صرف معدود تلواریں۔

یورپ میں مورخین حیرت زدہ ہیں کہ یہ کیسے ہو گیا۔ انہیں خبر نہیں کہ فتح و نصرت کامیابی یا ناکامی، گھوڑوں اور تلواروں یا مال و دولت کے قبضے میں نہیں ہیں بلکہ اس میں کوئی ہاتھ کار فرما ہے لیکن اسباب ظاہری کے دلدادہ، برق و بھاپ کے پوجنے والے کہاں اس حقیقت تک پہنچ سکتے ہیں۔ اکبر نے خوب کہا ہے۔

چھوڑ کر بیٹھا ہے یورپ آسمانی باپ کو
بس خدا سمجھا ہے اس نے برق کو اور بھاپ کو

اسیران جنگ بدر کیساتھ مسلمانوں کا سلوک تہذیب کے مدعی یورپینوں کے لئے سبق

اسیران جنگ بدر جب مدینہ طیبہ پہنچے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دو دو چار چار کر کے صحابہ میں تقسیم کر دیئے اور سب کو حکم فرمایا کہ انکو آرام کے ساتھ رکھیں جس کا اثر یہ تھا کہ صحابہؓ انکو کھانا کھلاتے تھے اور خود صرف کھجوروں پر بسر کرتے تھے۔

حضرت مصعب بن عمیرؓ کے بھائی ابوعزیز بھی ان قیدیوں میں تھے۔ اُن کا بیان ہے کہ مجھے جن انصار کے سپرد کیا گیا تھا جب وہ کھانا لاتے تو روٹی میرے سامنے رکھ دیتے تھے اور خود صرف کھجوروں پر بسر کرتے تھے۔

اسیران جنگ کے معاملہ میں بعد مشورہ صحابہ یہ طے ہوا کہ فدیہ لے کر چھوڑ دیا جائے۔ چنانچہ چار چار ہزار فدیہ لے کر چھوڑ دیا گیا۔

اسلامی مساوات

ان قیدیوں میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا حضرت عباس بھی تھے (جو بعد میں مسلمان ہوئے) حضرت عباس رات کو قید کی تکلیف سے کراہتے تھے، ان کی آواز آپؐ کے گوش مبارک تک پہنچی تو نیند اڑ گئی، لوگوں نے عرض کیا، یا رسول اللہ آپؐ کو نیند کیوں نہیں آتی، ارشاد ہوا کہ میں کیسے سو سکتا ہوں جب کہ میرے عم بزرگوار کے کراہنے کی آواز میرے کانوں میں پڑ

اس جنگ میں قریش کے بڑے بڑے سردار مارے گئے

رہی ہے۔ (کنز ص ۳۰۲ ج ۵)

یہ سب کچھ تھا مگر مساوات اسلامی اس کی اجازت نہ دیتی تھی کہ اپنے ضعیف العمر عم بزرگوار کو قید سے رہا کر دیا جائے جس طرح سب سے فدیہ لیا گیا، اُن سے بھی اسی طرح وصول کیا گیا بلکہ عام قیدیوں کی نسبت سے کچھ زیادہ، کیونکہ عام اسیروں سے چار ہزار اور امراء سے کچھ زیادہ لیا گیا۔ حضرت عباس بھی غنی تھے ان کو بھی چار ہزار سے زیادہ دینا پڑا۔

انصار نے بھی عرض کیا کہ عباس سے فدیہ معاف کر دیا جائے مگر اسلامی مساوات میں عزیز و اقارب اور دوست و دشمن سب برابر تھے، انصار کے کہنے پر بھی یہ قبول نہیں کیا گیا۔ اسی طرح آپ کے داماد حضرت ابوالعاصؓ بھی اسیران جنگ میں آگئے، اُن کے پاس فدیہ کے لیے مال نہ تھا، اس لیے ان کی زوجہ یعنی آنحضرت کی صاحبزادی حضرت زینبؓ کو جو مکہ میں مقیم تھیں کہلا بھیجا کہ فدیہ کی رقم بھیج دیں۔ ان کے گلے میں ایک ہار تھا جو ان کی والدہ حضرت خدیجہؓ نے اُن کے جہیز میں دیا تھا، وہی گلے سے اتار کر بھیج دیا، جب آپ نے یہ ہار دیکھا تو بے اختیار آپؐ کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے اور صحابہؓ سے فرمایا کہ اگر تم سب راضی ہو تو زینبؓ کے پاس یہ اس کی والدہ کی یادگار ہے۔ اس کو واپس کر دو، صحابہؓ نے بخوشی قبول کر کے واپس کر دیا اور ابوالعاص سے کہہ دیا کہ حضرت زینبؓ کو مدینہ بھیج دیں۔

(مشکوٰۃ شریف بحوالہ ابوداؤد و احمد ص ۳۴۶)

ابوالعاص کا اسلام

ابوالعاص آزاد ہو کر مکہ پہنچے اور شرط کے موافق حضرت زینبؓ کو مدینہ بھیجا، ابوالعاص ایک بڑے تاجر تھے اتفاقاً دوسری مرتبہ پھر ملک شام سے مال لاتے ہوئے پکڑے گئے اور پھر اس مرتبہ رہا ہو کر مکہ واپس آئے تو تمام شرکاء کا حساب بیباق کر کے مشرف با اسلام ہوئے اور لوگوں سے کہہ دیا کہ میں اس لیے یہاں آ کر مسلمان ہوا ہوں کہ لوگ یوں نہ کہیں کہ ہمارا مال لے کر تقاضہ کے ڈر سے مسلمان ہو گیا یا مجبوراً و اکراہاً مسلمان کر لیا گیا (تاریخ طبری)

بدر کے قیدیوں کے پاس کپڑے نہ تھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سب کے کپڑے دلوا دیئے مگر حضرت عباس کا قد اس قدر لمبا تھا کہ کسی کا کرتہ اُن کے بدن پر راست نہ آیا تو عبداللہ بن اُبی رئیس المنافقین نے اپنا کرتہ دے دیا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے جو اپنا کرتہ عبداللہ بن ابی کے کفن میں عنایت فرمایا تھا اس میں اس احسان کا معاوضہ بھی ملحوظ تھا (صحیح بخاری)

اسلامی سیاست اور ترقی تعلیم

اسیران جنگ میں جو لوگ فدیہ نہیں دے سکتے تھے ان میں سے جو لوگ لکھنا پڑھنا جانتے تھے اُن سے کہا گیا کہ تم دس دس بچوں کو لکھنا سکھا دو وہی تمہارا فدیہ ہے، حضرت زید بن ثابت نے اسی طرح لکھنا سیکھا تھا۔

اس سال کے واقعات متفرقہ

اس سال اتوار کے روز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم غزوہ بدر سے واپس

باقی صفحہ ۱۹ پر

اصحاب رسولؐ

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

مولانا سعید احمد
خطیب شریفی مسجد

آپ پر اخلاق نبوت کا رنگ چڑھا ہوا تھا

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ کی رفعت شان سے کون واقف نہیں ہے۔ چنانچہ امام احمدؒ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے صحابہ میں اتنے فضائل کسی کے بھی وارد نہیں ہوئے جتنے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وارد ہوئے ہیں۔

لیکن اس کے باوجود بھی چند نادان کم فہم آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شان میں نازیبا الفاظ کہہ کر اپنی ہلاکت سامانی سے باز نہیں آتے۔ اسی وجہ سے دل میں داعیہ پیدا ہوا کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے یوم شہادت کے موقعہ پر چند کلمات تحریر کروں شاید نجات اخروی کا سبب بن جائیں۔

ولادت باسعادت

سنہ ۳۰ء میں آپکی ولادت ہوئی آپ کا نام نامی "علیؓ" اور لقب مرتضیٰ، حیدرؓ، اسد اللہ، اور کنیت ابوالحسن، ابوتراب ہے۔ والد کا نام عبد مناف کنیت ابوطالب والدہ کا نام فاطمہ بنت اسد ہے۔ بچپن ہی سے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ساتھ رہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی آغوش محبت میں پرورش پائی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اپنی دامادی کا شرف بخشا۔

اسلام

شیخ محمد رضا رہ اپنی کتاب "الامام علی بن ابی طالب" میں آپ کے اسباب اسلام پر روشنی ڈالتے ہوئے لکھتے ہیں۔ "حضرت علی رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ تو حضرت خدیجہؓ اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم برابر کھڑے نماز میں مصروف تھے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے دیکھ کر عرض کی، یہ کیا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا یہ وہ دین ہے۔ جسکو اللہ تعالیٰ نے پسند فرمایا اور اس کی اشاعت کے لئے اپنا رسول بھیجا لہٰذا میں آپ کو اس خدا کی عبادت کی دعوت اور لات وعزیٰ کے کفر کی تلقین کرتا ہوں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ایک رات توقف کیا اور پھر اسلام قبول فرمایا۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ پیر کو آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو نبوت عطا کی گئی اور منگل کے دن حضرت علی رضی اللہ عنہ اسلام لائے۔ جب کہ ان کی عمر دس یا نو سال کی تھی۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ بچوں میں سب سے پہلے اسلام لائے۔ (علی ابن ابی طالب)

اخلاق

آپ کو بچپن ہی سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی سرپرستی حاصل رہی اخلاق نبوت کا رنگ چڑھا ہوا تھا۔ آپ نہایت ہی منکسر المزاج اور سادگی پسند تھے۔ آپ کا اخلاق ارتقار تمام صحابہؓ کے ہاں بھی مسلم تھا۔ خوش اخلاقی اور مہمان نوازی آپ کی طبیعت ثانیہ بن چکی تھی۔ اور طبیعت میں سلامتی ایسی کہ اسلام سے قبل بھی کبھی بت پرستی نہیں کی اور نہ ہی آپ کی جبین نیاز غیر اللہ کے سامنے خم ہوئی۔

مجاہدانہ کارنامے

آپ رضی اللہ عنہ تمام غزوات میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ساتھ شریک رہے۔ سوائے غزوہ تبوک کے اس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے آپ کو مدینہ طیبہ میں اپنا نائب بنا کر چھوڑا اور فرمایا کہ "تم میری طرف سے ایسے ہو جیسے ہارون علیہ السلام موسیٰ علیہ السلام کی جانب سے۔

> نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا۔
> "تم میری طرف سے ایسے ہو جیسے ہارون ؑ موسیٰ علیہ السلام کی جانب سے مگر میرے بعد کوئی نبی نہیں"

مگر میرے بعد کوئی نبی نہیں۔ آپ کو مجاہدانہ کارناموں کی وجہ سے اسد اللہ کا لقب دیا گیا۔ بعض غزوات میں آپ نے اپنی قائدانہ صلاحیتوں کو بروئے کار لا کر اسلامی لشکر کو کامیابی اور فتح سے ہمکنار کیا۔

فتح خیبر اور حضرت علی رضی اللہ عنہ

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خیبر پہنچتے ہی یہ پیشگوئی فرمائی کہ اہل اسلام کو فتح ہوگی اور ایک روز آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ رضی اللہ عنہم سے فرمایا کہ صبح اسلامی لشکر کا جھنڈا اللہ تعالیٰ اور رسول ﷺ کے پیارے اور اللہ اور رسول ﷺ سے محبت رکھنے والے تم مسلمانوں میں سے جس شخص کو دوں گا اللہ تعالیٰ اس کو فتح و کامیابی دیں گے۔ اس خوشخبری کو سن کر مسلمانوں کو صبح کی فتح کا یقین ہوگیا۔ اور اسی وجہ سے بہت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو اس کی خواہش ہوئی کہ جھنڈا ہم کو ملے اور یہ اعزاز ہمارے حصہ میں آئے۔ لیکن نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صبح حضرت علی رضی اللہ عنہ (جو کہ آنکھ کی تکلیف میں مبتلا تھے) کو بلا کر اپنا لعاب مبارک ان کی آنکھ کو لگایا۔ اور فتح کی خوشخبری سناتے ہوئے جھنڈا ان کو دیکر روانہ فرمایا۔ اس روز نصرت خداوندی سے اسلام کو فتح اور کامیابی ہوئی اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیشگوئی پوری ہوئی۔ اس سے جہاں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی قائدانہ صلاحیتوں اور اللہ و رسول ﷺ سے محبت اور پیار کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔ لیکن جہاں اس سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی فضیلت اور رفعت شان کا پتہ چلتا ہے۔ وہاں اس دعویٰ کی بھی تردید ہوتی ہے کہ "حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بغیر فتح خیبر ناممکن تھی۔ بلکہ نبی اکرم ﷺ اور صحابہ رضی اللہ عنہم فتح خیبر سے ناامید تھے"۔ اس لئے کہ صاف احادیث میں اس کی وضاحت موجود ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پیشگوئی فرمائی تھی اس کے باوجود بھی یہ عقیدہ رکھنا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فتح خیبر سے ناامید تھے۔ نہ صرف یہ کہ احادیث کی تکذیب ہے بلکہ شان رسالت کی تکفیر ہے۔

علم و فقاہت

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ کو یمن کی طرف قاضی بنا کر بھیجا تو میں نے عرض کیا، یارسول اللہ ﷺ! آپ مجھ کو یمن بھیج رہے ہیں کہ رعایا کے فیصلے کروں، حالانکہ میں نوعمر ہوں، فیصلہ دینا نہیں جانتا۔ پس آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے میرے سینے پر ہاتھ مارا اور فرمایا اے اللہ! ان کے قلب کو ہدایت اور زبان کو استقلال بخش پس خدا کی قسم اس کے بعد مجھ کو دو آدمیوں کے درمیان فیصلہ دینے میں کبھی بھی شک و تردد نہیں ہوا"۔ یہی وجہ ہے کہ جب بھی ایسا کوئی معاملہ پیش آتا تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمات حاصل کرتے اور فرماتے۔ "ہمارے زمانہ کے سب سے زیادہ فیصل حضرت علی رضی اللہ عنہ ہیں" اور وہ ایسا کیوں نہ فرماتے جبکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمادیا تھا۔ "اقضاھم علی بن ابی طالب" ایسے ہی ایک دوسرے مقام پر فرمایا "بارالٰہا! حق کو گھما جدھر بھی وہ (حضرت علی رضی اللہ عنہ) گھومیں۔ اور حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ تمام باشندگان مدینہ میں سے تصفیہ مقدمات کی قابلیت حضرت علی رضی اللہ عنہ میں زیادہ تھی۔ چنانچہ کئی ایک فیصلے ایسے تھے جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے سپرد کئے اور بعض حضرت علی رضی اللہ عنہ کے کئے فیصلے جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس لائے گئے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں بحال رکھا۔ اللہ! اللہ! کیا شان ہے۔ اس سے بڑھ کر عزت کیا سند ہو سکتی ہے۔ کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کی تائید فرما دیں۔

ایک واقعہ

آپ رضی اللہ عنہ کی فقاہت سے متعلق ایک واقعہ بطور نمونہ نقل کر دینا ضروری ہے کہ کہیں تشنگی نہ رہ جائے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ پا بہ رکاب سفر کے لئے تیار کھڑے تھے کہ ایک عورت نے آکر عرض کیا۔ امیر المومنین! میرا بھائی ۶۰۰ دینار چھوڑ کر مرا ہے۔ مگر مجھے ورثہ میں ایک دینار دیا گیا اس سلسلہ میں عدل و انصاف چاہتی ہوں۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ: تقسیم صحیح ہوئی ہے۔

...ت :- وہ کیسے ؟

...رت علیؓ :- معلوم ہوتا ہے مرنے والا ایک بیوی، ماں، دو بیٹیاں ۱۲ بھائی اور ایک بہن (ورثا میں) چھوڑ گیا ہے۔

عورت :- بالکل ایسا ہی ہے۔

حضرت علیؓ :- اگر ایسا ہے تو پھر تجزیہ سنیئے۔

ماں کو چھٹا حصہ جس کی مقدار ۷۵ دینار اور باقی ۲۵ دینار بچے جن میں سے ہر بھائی کو دو۔ دو اور بہن کو ایک تو ۱۲ بھائیوں کے ۲۴ دینار اور ایک بہن کا ایک دینار لہٰذا آپ کو ایک دینار صحیح ملا اسی وجہ سے میں نے کہا کہ تقسیم صحیح ہوئی۔ اس واقعہ سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی فقاہت اور مسائل کے استحضار کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔

مناقب و فضائل

حضرت علی رضی اللہ عنہ کے مناقب و فضائل کتب احادیث میں تفصیل سے ذکر کئے گئے ہیں ایسے ہی ان پر کافی کتابیں بھی لکھی گئی ہیں۔ لیکن میں ان میں سے صرف چند حدیث پر اکتفا کروں گا۔

(۱) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپ رضی اللہ عنہ سے بغض رکھنے کو نفاق کی علامت قرار دیا ہے چنانچہ مشکوٰۃ شریف میں ہے "کوئی منافق حضرت علی رضی اللہ عنہ سے محبت نہیں رکھ سکتا۔ اور مومن ان سے عداوت نہیں رکھ سکتا۔ (مشکوٰۃ)

(۲) آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے "علی مجھ سے ہیں اور میں علیؓ سے ہوں۔" (الاعلام) علی بن ابی طالب)

(۳) آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اے اللہ جو علیؓ سے محبت رکھے تو بھی اس سے محبت رکھ اور جو اس سے عداوت رکھے تو بھی اس سے عداوت رکھ۔

(۴) ایک دوسری حدیث میں ہے۔ "جس نے علی رضی اللہ عنہ سے محبت کی اس نے مجھ سے محبت کی اور جس نے علی رضی اللہ سے بغض رکھا اس نے مجھ سے بغض رکھا اور جس نے مجھ سے بغض رکھا اس نے اللہ تعالیٰ سے بغض رکھا۔

(۵) ایک حدیث میں ہے کہ ہجرت مدینہ کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ارشاد فرمایا! "اے علیؓ آپ دنیا و آخرت میں میرے بھائی ہیں۔ (مشکوٰۃ)

(۶) علیؓ قرآن کے ساتھ اور قرآن علیؓ کے ساتھ ہے ایک دوسرے سے جدا نہ ہوں گے۔ یہاں تک کہ حوض کوثر پر وارد ہوں۔

(۷) مسلمانوں پر حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ایسا حق ہے جیسا والد کا اپنی اولاد پر۔

(۸) اور ان سب سے بڑھ کر یہ کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپ کو جنتی ہونے کی خوشخبری سنائی۔

حضرت علیؓ سے بغض رکھنے کا انجام

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد نقل فرماتے ہیں کہ علیؓ! تمہارے اندر عیسیٰ علیہ السلام کی مثال ہے کہ یہود نے ان سے بغض رکھا حتیٰ کہ اُن کی والدہ پر بہتان باندھا اور نصاریٰ نے ان سے محبت کی حتیٰ کہ ان کو ایسے مرتبہ پر لا اتارا جو ان کا نہ تھا۔ اس کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میرے بارہ میں دو آدمی ہوں گے۔ ایک محبت میں زیادتی کرنے والا کہ میری ایسی مدح کرے جو مجھ میں نہ ہو، اور ایک بغض رکھنے والا کہ میری عداوت اُس کو مجھ پر بہتان باندھنے پر آمادہ کرے۔

اس حدیث میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک تمثیل کے ضمن میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شان بیان فرمائی۔ اور ساتھ ہی آپ سے عداوت رکھنے والوں کے انجام سے آگاہ فرمایا۔ جب کہ محبت میں غلو کرنے والوں کو بھی ہلاکت کی وعید سنائی۔ اس سے وہ لوگ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی بے جا شان بلند کر کے (نعوذ باللہ) خدا اور رسول کا درجہ دینا چاہتے ہیں۔ یا (بغض صحابہ کے تحت) ان کی شان گھٹانے میں کوشاں رہتے ہیں۔ (دونوں) اپنے اپنے انجام کو سوچ لیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اعتدال کی راہ پر گامزن فرمائے۔ اور صحابہ رضی اللہ عنہ کے حق میں ان کی شان کے مطابق معاملہ کرنے کی توفیق ارزانی فرمائے۔ آمین)

خلافت

ابن سعد فرماتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے خلافت کی بیعت حضرت عثمان رضی اللہ کی شہادت کے اگلے روز مدینہ میں کی گئی۔

حضرت محمد بن حنفیہ فرماتے ہیں کہ جب حضرت عثمان شہید کر دیئے گئے

تو میں اپنے باپ (حضرت علی رضی اللہ عنہٗ) کے ساتھ تھا، اور صحابہ کرام آپ کے پاس آئے اور عرض کیا حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ شہید کر دیئے گئے ہیں اور خلافت کے لئے آپ ہی سب سے زیادہ مستحق ہیں کیونکہ آپ سب سے زیادہ اسلام میں سبقت کرنے والے اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے قرابت والے ہیں۔ مگر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ نے فرمایا میں تمہارے لئے وزیر بنایا جاؤں یہ اس سے اچھا ہے کہ میں آپ کا امیر بنایا جاؤں

——— مگر صحابہ رضی اللہ عنہٗ نے بیعت پر اصرار فرمایا کہ آپ کے علاوہ دوسرے کسی ہاتھ پر بیعت ہی نہ کریں گے۔ لہٰذا دوسرے دن ۳۵ھ علانیہ مسجد میں ان سے بیعت لی گئی اور پانچ سال تک مسند خلافت پر متمکن رہے آپ کا دور خلافت، خلافت راشدہ کا دور تھا۔ مگر افسوس کہ اندرونی خلفشار اور اجتہادی سوچ وفکر کی بناء پر آپ کی خلافت پانچ سال سے زیادہ دیرپا نہ رہ سکی۔

وفات

حضرت عثمان رضی اللہ عنہٗ کی شہادت کے بعد صحابہ دو حصوں میں بٹ گئے حضرت معاویہ اور دوسرے صحابہ کا موقف تھا کہ قاتلان عثمانؓ سے قصاص لیا جائے جب کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کا موقف تھا کہ ابھی تک میری حکومت مستحکم نہیں ہوئی اور باغیوں کا زور ہے فی الحال قصاص کے لئے فضا سازگار نہیں۔ ہر ایک اپنے اپنے موقف میں سچا تھا اسی وجہ سے دو معرکے کارزار بھی گرم ہوئے جو "جمل" اور "صفین" کے نام سے مشہور ہیں، لیکن آخر کار تحکیم کے ذریعہ کہ حضرت علی رضی اللہ عنہٗ نے حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہٗ کو اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہٗ نے حضرت عمرو بن العاصؓ کو اپنا اپنا حَکم مقرر فرمایا۔ (کہ ان کے فیصلے کے دونوں فریق پابند ہوں گے۔) حضرت ابو موسیٰؓ اور حضرت عمروؓ نے آپس میں یہ طے کیا کہ موجودہ دونوں خلفاء کو معزول کیا جائے مگر حضرت ابو موسیٰؓ نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کو معزول فرما دیا جب کہ عمرو بن العاصؓ نے اعلان فرما دیا کہ اب خلیفہ حضرت معاویہؓ ہوں گے۔ یوں مسلمانوں میں ایک گونہ اتحاد ہو گیا۔ مگر سبائیوں کے لئے مسلمانوں کا اتحاد ناقابل برداشت تھا چنانچہ اسی روز سے انہوں نے پلان بنایا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہٗ اور حضرت معاویہؓ اور حضرت عمرو بن عاصؓ کو شہید کیا جائے (اس لئے کہ اتحاد بین المسلمین انہی کے ذریعہ سے ہوا تھا۔) اس پروگرام کو پایہ تکمیل تک پہنچانے کے لئے عبد الرحمان بن ملجم نے کہا علیؓ کو میں قتل کروں گا اور وہ کوفہ کو روانہ ہوا اور وہاں اپنے رفقاء کے ہمراہ ٹھہرا ۱۷ رمضان ۴۰ھ کو حضرت علیؓ لوگوں کو صبح کی نماز کے لئے نماز نماز کی آواز دیتے ہوئے نکلے۔ کہ ابن ملجم نے سامنے سے آکر وار کیا کہ پیشانی سے گیسو مبارک تک اور دماغ تک جا پہنچ گیا۔ آپ جمعہ اور ہفتہ کو زندہ رہے اور اتوار کی شب میں جام شہادت نوش فرما کر اپنے خالق حقیقی سے جا ملے۔ اور کوفہ ہی میں آپ کی تدفین عمل میں آئی اس طرح خانوادہ نبوت کا یہ روشن چراغ گل ہو گیا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔

بقیہ: غزوۂ بدر

تشریف لائے تو لوگ آپ کی صاحبزادی حضرت رقیہؓ کو دفن کر کے ہاتھ جھاڑ رہے تھے۔

(سیرت مغلطائی ص ۴۵)

اسی سال بعد واپسی غزوہ بدر پہلی مرتبہ عید الفطر پڑھی گئی۔ رمضان کے روزے اور صدقۃ الفطر بھی اسی سال واجب ہوئے۔ عید الفطر پڑھی گئی نیز عید الاضحیٰ کی نماز اور قربانی بھی اسی سال واجب ہوئیں (سیرت مغلطائی)۔ اسی سال ماہ ذی الحجہ حضرت فاطمہؓ کی شادی ہوئی۔

بقیہ: اعتکاف

اہل محبت احکام شریعت کو قید وبند نہیں سمجھتے بلکہ آئین محبت سمجھ کر اس کے امتثال میں لذت محسوس کرتے ہیں، جو احکام شریعت کو سخت سمجھتے ہیں۔ انہوں نے حق تعالیٰ کی محبت اہل محبت حق سے سیکھی ہی نہیں ہے۔ اسی کو ایک عارف فرماتے ہیں۔

تو بہ اور ے غیروں پہ، وہ بیدار کریں گے
اپنا جسے سمجھیں گے اسے یاد کریں گے
ہم یاد کریں گے، وہ ہمیں یاد کریں گے
یوں ہی دل برباد کو آباد کریں گے!
نعمت یہ مبارک ہو کہ احمد کبھی تجھ کو
وہ دام محبت سے نہ آزاد کریں گے

حضرت رومی رحمۃ اللہ علیہ کا ایک شعر یاد آیا۔

با تو سنگ بروئے دلخراش
از مورشے وایک زملنے خاک شو!

جاری ہے

قومی اخبارات کا مطالعہ

آنجہانی مرزا ناصر کی موت کے بعد

ربوہ میں کیا ہو رہا ہے؟

روزنامہ جنگ لاہور کی زبانی (بشکریہ روزنامہ جنگ لاہور)

مرزا رفیع احمد کو جماعت احمدیہ سے خارج کر کے نقل و حرکت پر سخت پابندی لگا دی گئی

لاہور ۱۳ جون (نمائندہ جنگ) مرزا طاہر احمد نے اپنے سوتیلے بھائی مرزا رفیع احمد اور اس کے متعدد ساتھیوں کو جماعت احمدیہ سے خارج کر دیا ہے اور مرزا رفیع احمد کی نقل و حرکت پر سخت پابندی لگا دی ہے جب کہ دوسری طرف خاندان کے افراد کی طرف سے مرزا رفیع احمد پر دباؤ ڈالا جا رہا ہے کہ اگر وہ تحریری طور پر مرزا طاہر احمد سے معافی مانگ لیں اور بیعت کر لیں تو انہیں دوبارہ جماعت میں شامل کر لیا جائے گا۔ لیکن مرزا رفیع احمد ابھی تک اپنے موقف پر بدستور ڈٹے ہوئے ہیں۔ ادھر لاکھوں کی تعداد میں نئے بیعت فارم شائع کئے گئے ہیں۔ جن میں تمام امرائے جماعت کو ہدایت کی گئی ہے کہ وہ مرزا طاہر احمد کی حمایت میں بیعت فارم تحریری طور پر پُر کر کے فوری طور پر مرکز ربوہ کو روانہ کریں۔

(۱۴ جون ۱۹۸۲ء)

مرزا رفیع احمد کے حامیوں نے نئی تنظیم قائم کرنیکا فیصلہ کر لیا

لاہور ۱۹ جون (اسٹاف رپورٹر) احمدیہ جماعت ربوہ کے تیسرے سربراہ مرزا ناصر احمد کی وفات کے بعد سربراہی کے مسئلہ پر جماعت میں جو بحران پیدا ہوا ہے وہ ابھی ختم نہیں ہوا۔ مرزا طاہر احمد اگرچہ اپنے سوتیلے بھائی مرزا رفیع احمد اور ان کے حامیوں کو جماعت سے خارج کر چکے ہیں تاہم مرزا رفیع احمد کے خصوصی ترجمان نے بتایا ہے کہ مرزا رفیع احمد کی بیعت کرنے کے لئے روزانہ سینکڑوں کی تعداد میں احمدی ان کی رہائش گاہ پر پہنچتے ہیں۔ لیکن ان کے مکان سے نامعلوم افراد جواب دیتے ہیں کہ ہمیں مرزا رفیع احمد کے بارے میں کوئی پتہ نہیں کہ وہ کہاں ہیں ہم تو صرف مکان کی حفاظت کر رہے ہیں۔ ترجمان نے انکشاف کیا کہ ابھی تک عالمی شہرت کے حامل مرزا مظفر احمد (ایم ایم احمد) سابق ڈپٹی چیئرمین منصوبہ بندی حکومت پاکستان اور معروف سائنس دان ڈاکٹر پروفیسر عبدالسلام نے مرزا طاہر احمد کے ہاتھ پر بیعت نہیں کی انہوں نے مزید انکشاف کیا کہ مرزا رفیع احمد کے ہزاروں حامیوں نے اپنی الگ تنظیم قائم کرنے کا فیصلہ کر کے تمام ضروری لائحہ عمل مرتب کر لیا ہے۔ اس تنظیم کا صدر مقام ربوہ ہوگا ترجمان کے مطابق مرزا رفیع احمد کے بارے میں کچھ نہیں معلوم کہ وہ کہاں ہیں اور کس حال میں ہیں۔ جس کی وجہ سے ربوہ کی اسّی فیصد آبادی میں اضطراب کی لہر دوڑ گئی ہے۔

(۲۰ جون ۱۹۸۲ء)

ایم۔ایم احمد اور ڈاکٹر عبدالسلام نے

ابھی تک مرزا طاہر احمد کی بیعت

نہیں کی

قومی اخبارات کا مطالعہ

نئے احمدی سربراہ کا انتخاب کرنے والی کمیٹی کی آئینی اور قانونی حیثیت نہیں : مرزا رفیع احمد

لاہور ۱۱ جون (جنگ رپورٹ) جماعت احمدیہ کے سربراہ مرزا طاہر احمد کے سوتیلے بھائی صاحب زادہ مرزا رفیع احمد نے کہا ہے کہ "سترہ سال کی مسلسل زبان بندی کے بعد میں نے پہلی مرتبہ زبان کھولی ہے اور اب اسے کوئی طاقت بند نہیں کر سکتی۔ انہوں نے آج جنگ کے نمائندہ سے خصوصی ملاقات میں دعویٰ کیا کہ جس "مجلس انتخاب خلیفہ کمیٹی" نے مرزا طاہر احمد کو "خلیفہ" (چہارم)

۴۰ ہزار افراد نے بیعت نہیں

۶۰ ہزار نے مرزا طاہر احمد

کی امامت میں نماز نہیں پڑھی،

منتخب قرار دیا ہے اس کی کوئی آئینی اور قانونی حیثیت نہیں ہے اور مرزا طاہر احمد کے حامیوں نے گذشتہ روز جس ہنگامہ آرائی کا مظاہرہ کیا۔ تاریخ احمدیت میں اس کی مثال نہیں ملتی۔ انہوں نے آنسو بہاتے ہوئے کہا اب مذہب کے پرستاروں اور سیاسی پارٹیوں کے درمیان فیصلہ کن مرحلہ آ گیا ہے۔ مرزا ... رفیع احمد کے معتمد ساتھی اور ان کے ایک ترجمان نے جو قریب ہی بیٹھے تھے دعویٰ کیا کہ نہ صرف مرزا رفیع احمد نے مرزا طاہر کی بیعت نہیں کی بلکہ ربوہ میں موجود نماز جنازہ میں شرکت کرنے والوں میں سے چالیس ہزار افراد نے بھی بیعت نہیں کی تھی۔ ان میں بعض سرکردہ شخصیتیں بھی شامل تھیں۔ جب کہ ساٹھ ہزار افراد جن کے بارے میں دعویٰ کیا گیا تھا کہ وہ نماز جمعہ مرزا طاہر کی امامت میں پڑھیں گے ربوہ سے واپس چلے گئے۔ انہوں نے کہا وہ زمانہ گیا جب ہماری خالص مذہبی جماعت کو اس شخص نے ایک لادینی منشور رکھنے والی سیاسی جماعت کی جھولی میں ڈال دیا تھا اور جماعت کا کروڑوں روپے کا ضیاع کیا اور نتیجہ جنگ ہلسانی کی صورت میں نکلا البتہ مرزا طاہر کو ذاتی فائدہ ضرور ہوا۔ مرزا رفیع احمد نے کہا کہ اگر صدر انجمن احمدیہ نے مجلس مشاورت کا اجلاس نہ بلایا اور نئے سرے سے خلیفہ کا انتخاب نہ کرایا تو وہ خود مجلس مشاورت کا اجلاس بلائیں گے۔

(مورخہ ۱۲؍ جون ۱۹۸۲ء)

بقیہ: احتجاج

سے قبل اور قیام پاکستان کے بعد اپنے عقیدے کے تحفظ کے لئے زبردست مالی و جانی قربانیاں پیش کیں ماضی کی حکومت نے راسخ العقیدہ مسلمانوں کے زبردست دباؤ کے نتیجے میں اس مسئلہ کو حل کیا اور ختم نبوت کے عقیدے پر ایمان نہ رکھنے والوں کو اسلام سے خارج قرار دے کر غیر مسلم اقلیت قرار دے دیا۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اس مضمون کو نصاب تعلیم سے خارج کرنے کی ضرورت کس نے اور کیوں محسوس کی وہ کون لوگ ہیں جنہوں نے اس کی اجازت دی کہ یہ مضمون نصاب سے خارج کر دیا جائے اس کے پس پردہ کیا عزائم ہو سکتے ہیں۔؟ ان سوالات کا جواب محکمہ تعلیم کے ارباب اختیار اور نصاب مدون کرنے والی کمیٹی کے ذمے ہے۔ چند ماہ پیشتر ایک آرڈیننس کے نفاذ کی وجہ سے جب علمائے کرام اور دینی حلقوں نے شدید ردعمل کا اظہار کیا تھا کہ اس آرڈیننس کے نفاذ سے قادیانی فرقہ غیر مسلم اقلیت نہیں رہا تو کئی مرکزی وزراء اسلامی نظریاتی کونسل کے ارکان اور خود صدر مملکت کی سطح پر اس غلط فہمی کا ازالہ کیا گیا تھا لیکن موجودہ فیصلے سے شکوک و شبہات کی فضا پھر پیدا ہوگی اور نوکر شاہی کے کل پرزے یہی چاہتے ہیں کہ حکومت اور عوام کے درمیان بد اعتمادی پیدا ہو۔ لہٰذا حکومت کا فرض ہے کہ وہ بلا تاخیر اس کا نوٹس لے، ذمہ دار افراد کا محاسبہ کرے اور ختم نبوت سے متعلق مضامین کو دوبارہ شامل نصاب کیا جائے۔

بشکریہ روزنامہ جنگ لاہور

۱۸؍ جون ۱۹۸۲ء

تراویح اور احکام و مسائل

تراویح ہمت کر کے سب مسلمانوں کو پڑھنی چاہیئے

مولانا منظور احمد الحسینی

قسط نمبر ۲

چنانچہ انہوں نے ایک امام کے ساتھ تراویح پڑھنے اور منشائے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سمجھنے کے بعد حضرت ابی بن کعب رض کو تراویح پڑھانے کے متعلق فرمایا اس رات کے بعد سے آج تک تراویح کی نماز ایک امام کے پیچھے جماعت کے ساتھ اجماع اُمت کے طور پر پڑھی جا رہی ہے۔

اس سلسلے میں حضرت ابی بن کعب رض سے روایت ہے۔

"وہ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر رض نے مجھے حکم دیا کہ میں رمضان کی راتوں میں لوگوں کو تراویح پڑھاؤں، اور فرمایا کہ عامۃ الناس دن کو روزہ تو رکھتے ہیں اور اچھی طرح قرآن پڑھنے سے قاصر ہیں اس لئے کیا ہی اچھا ہو کہ رات کے وقت تم انہیں (قرآن) سنا دیا کرو۔ میں نے کہا امیر المؤمنین! یہ کام (تراویح کی جماعت کا اہتمام) پہلے سے ہوتا نہیں آرہا حضرت عمر فاروق رض نے فرمایا مجھے بھی معلوم ہے لیکن یہ کام پسندیدہ ہے اس کے بعد حضرت ابی بن کعب لوگوں کو بیس رکعت پڑھانے لگے۔

(کنز العمال)

حضرت ابی بن کعب رض کے بیان اور بیس رکعت نماز تراویح پڑھانے سے معلوم ہوا کہ تمام صحابہ کرام رض کا بیس رکعت تراویح پر اتفاق ہے چنانچہ حضرت یزید بن رومان وضاحت کرتے ہیں کہ لوگ حضرت عمر رض کے زمانہ میں تیئیس رکعتیں پڑھتے تھے"

(موطا امام مالک)

تیئیس رکعتوں کی تشریح سائب بن یزید رض یوں فرماتے ہیں۔

"سائب بن یزید رض سے روایت ہے کہ ہم حضرت عمر رض کے ساتھ بیس رکعت اور تین وتر پڑھا کرتے تھے"

صحابہ کرام رض کا اجماع اور خلفاء راشدین کا عمل مسلمانوں کے لئے راہ ہدایت ہے۔ حدیث یوں ہے۔ "میرے بعد ابوبکر و عمر رض کی اقتدا کرو"

(ترمذی)

"تم میری اور میرے خلفاء راشدین کی سنت پر عمل کرو جو ہدایت کا علم پرگامزن ہیں" اس تمام تقریر سے معلوم ہوا کہ بیس رکعت تراویح باجماعت ادا کرنا مسنون ہے۔ یہی ائمہ اربعہ کا معمول اور مسلک ہے۔ علامہ شامی لکھتے ہیں۔

"تراویح کی نماز بالاتفاق سنت مؤکدہ ہے کیونکہ اس پر خلفائے راشدین نے پابندی فرمائی ..... اس کی بیس رکعتیں ہیں یہی جمہور کا قول ہے اور اسی پر مشرق و مغرب کے مسلمانوں کا عمل ہے۔ (شامی ج ۱)

تراویح کا وقت

(۱) تراویح کا وقت عشاء کے بعد سے شروع ہو کر طلوع صبح صادق سے پہلے تک ہے۔ تراویح کی نماز عشاء کی نماز کے تابع ہے پس جو تراویح نماز عشاء سے پہلے ادا کی گئی اس کا شمار تراویح میں نہیں ہے

(۲) نماز تراویح میں تہائی رات یا آدھی رات تک تاخیر کرنا مستحب ہے اور آدھی رات کے بعد بھی صحیح یہ ہے کہ مکروہ نہیں بلکہ مستحب و افضل ہے لیکن اگر فوت ہو جانے کا خوف ہو تو احسن یہ ہے کہ تاخیر نہ کرے۔

تراویح کی جماعت سنت علی الکفایہ ہے، محلہ کی مسجد میں جماعت

ہوتی ہو اور کوئی شخص علیٰحدہ گھر میں اپنی تراویح پڑھ لے۔ تو سنت ادا ہو گئی اگرچہ مسجد اور جماعت کے ثواب سے محروم رہا اور اگر محلہ ہی میں جماعت نہ ہوئی تو سب کے سب ترکِ سنت سے گنہگار ہوں گے۔

ہر چار رکعت کے بعد اتنی دیر تک بیٹھنا مستحب ہے۔ جتنی دیر میں چار رکعتیں پڑھی گئی ہیں یا پڑھی جائیں اس کو ترویحہ کہتے ہیں، اگر اتنی دیر تک بیٹھنے میں لوگوں کو تکلیف ہو اور جماعت کم ہو جانے کا خوف ہو تو اس سے کم بیٹھے اس بیٹھنے کے وقت میں اسکو اختیار ہے کہ چاہے تنہا نوافل پڑھے چاہے قرآن مجید آہستہ آہستہ پڑھے یا تسبیح وغیرہ پڑھے یا چپ بیٹھا رہے۔ بعض فقہاء نے یہ تسبیح تین بار پڑھنے کیلئے لکھا ہے۔

سبحان ذی الملک والملکوت سبحان ذی العزۃ والعظمۃ والھیبۃ والقدرۃ والکبریاء والجبروت۔ سبحان الملک الحی الذی لا ینام ولا یموت سبوح قدوس ربنا ورب الملائکۃ والروح۔ لا الہ الا اللہ نستغفر اللہ۔ ونسئلک الجنۃ ونعوذ بک من النار۔

اگر کسی عذر کی وجہ سے روزہ نہ رکھ سکے تو اس کو بھی تراویح کا پڑھنا سنت ہے اگر نہیں پڑھیگا تو سنت کے ترک کا گناہ ہوگا۔

اگر کوئی شخص مسجد میں اسوقت پہنچا کہ نمازِ عشاء (جماعت) ہو چکی تھی تو وہ پہلے عشاء پڑھے اور پھر تراویح میں شریک ہو اور وتر بھی جماعت کے ساتھ پڑھے وتر پڑھنے کے بعد جتنی تراویح رہ جائیں پوری کرے۔ سستی کی وجہ سے بیٹھے رہنا یا اونگھتے رہنا کہ امام رکوع میں جائے تو شامل ہو جائیں گے ایسے کرنا مکروہ ہے۔ اسی طرح سے بلا عذر بیٹھ کر تراویح پڑھنا مکروہ ہے۔

سارا مہینہ تراویح پڑھنا سنت مؤکدہ ہے اگرچہ قرآن شریف پہلے سے ختم کر لیا جائے۔

اگر لوگوں کو شوق نہ ہو تو ایک سے زائد کلام پاک تراویح میں نہ پڑھا جائے لیکن لوگوں کی کاہلی یا سستی کی وجہ سے ایک قرآن مجید ختم کرنا ترک نہ کیا جائے۔ سورتیں شروع کرتے وقت بسم اللہ آہستہ پڑھنی چاہیئے اور کسی سورۃ کے شروع میں ایک مرتبہ تسمیہ بلند آواز سے پڑھ لینا مستحب ہے۔

نابالغ کی امامت درست نہیں، اسی طرح وہ انسان جس کی داڑھی سنت کے مطابق نہیں یعنی ایک مشت (قبضہ) سے کم رکھتا ہے اس کی امامت بھی درست نہیں۔

اگر ایک حافظ ایک مسجد میں بیس رکعت تراویح پڑھا چکا ہے اسکو دوسری مسجد میں اسی رات تراویح پڑھانا درست نہیں۔ افضل یہ ہے کہ تراویح کے سب دوگانوں میں قراءت برابر پڑھے اور اگر کم و بیش پڑھے تو مضائقہ نہیں لیکن اور نمازوں کی طرح اس میں بھی دوسری رکعت کی قراءت کو پہلی رکعت سے بڑھانا مکروہ ہے۔ معمولی زیادتی کا مضائقہ نہیں۔

اگر نیند کا غلبہ ہو تو جماعت کے ساتھ تراویح پڑھنا مکروہ ہے اسکو علیحدہ ہو جانا چاہیے۔ جب نیند دور ہو جائے اور خوب ہشیار ہو جائے۔ تو نماز میں شامل ہو جائے۔

فائدہ

تراویح ہمت کے ساتھ سب مسلمانوں کو پڑھنی چاہیے اگرچہ تراویح پڑھنا روزہ رکھنے سے زیادہ مشکل ہے۔ اس کی کئی وجوہ حضرت تھانویؒ نے لکھی ہیں۔ (۱) حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نماز میں تخفیف کی درخواست کی لیکن روزہ کا عدد تیس سے تین نہیں کرایا۔

(۲) نماز میں پابندی زیادہ ہے سونے، بولنے اور دیگر سب امور پر پابندی ہے، روزہ میں ایسا نہیں۔

(۳) نماز میں کوئی فعل مخفسدِ صلاۃ نسیان سے صادر ہو جائے تو نماز فاسد ہو جاتی ہے اور روزہ میں کوئی فعل نسیاناً ہو جائے تو روزہ فاسد نہیں ہوتا۔ مگر ان امور کے باوجود اللہ تعالیٰ نے نماز کی تسہیل کا نسخہ بھی بتا دیا وہ ہے۔

خشوع، دیدارِ الٰہی کا استحضار اور آخرت کا دھیان جیسا کہ خود فرمایا۔ وانھا لکبیرۃ الا علی الخاشعین ○

خداوند قدوس ہم سب کو باجماعت تراویح پڑھنے کی توفیق بخشیں

ختم نبوت کے مضامین کو دوبارہ شامل نصاب کیا جائے

نصاب تعلیم سے ختم نبوت کے مضامین کو خارج کرانے والے کون لوگ ہیں

مجلس تحفظ ختم نبوت کراچی کے ناظم اعلیٰ عبدالرحمٰن یعقوب باوا کا وزارت تعلیم سے شدید احتجاج

مجلس تحفظ ختم نبوت کراچی کے ناظم اعلیٰ عبدالرحمٰن یعقوب باوا نے نویں دسویں کلاسوں میں اسلامیات کے نصاب سے ختم نبوت سے متعلق مضامین کے اخراج پر وزارت تعلیم سے شدید احتجاج کرتے ہوئے اسے نوکر شاہی کا ایک قابل مذمت اقدام قرار دیا ہے۔ اور مطالبہ کیا ہے کہ ختم نبوت کے مضامین کو دوبارہ شامل نصاب کیا جائے۔ عقیدہ ختم نبوت ہر مسلمان کا جزو ایمان ہے۔ برطانوی سامراج نے مسلمانوں سے عقائد کو متزلزل کرنے اور ان میں مذہبی انتشار پھیلانے کے لئے باقاعدہ ایک سازش کے تحت مسلمانوں کے اس بنیادی عقیدے کو اسطرح مجروح کیا کہ ایران میں بہائی فرقہ اور برصغیر پاک و ہند میں قادیانی فرقہ کی آبیاری کی اور سرکاری سرپرستی میں اسے پھلنے پھولنے کے مواقع فراہم کئے۔ برصغیر کے مسلمانوں نے قیام پاکستان

باقی صفحہ ۲۱ پر

خالص اور سفید ـــــ صاف و شفاف

سکر (چینی)

باوانی شوگر ملز لمیٹڈ

پتہ
جلیب اسکوائر ایم اے جناح روڈ (بندر روڈ)
کراچی